السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی ہر چیز کا خالق اوراس کے سوا سب مخلوق ہے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالی ہر چیز کا خالق اوراس کے سوا سب مخلوق ہے

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی آلہ وصحبہ_ اما بعد:

میری طرف ایک بھائی نے لکھا ہے کہ ان کے ایک دوست نے انہیں یہ کہہ کر شبہ میں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالی آسمان، زمین عرش کرسی اور ہو چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اس بھائی نے اپنے دوست کو یہ جواب دیا کہ تمہاری بات کا پہلا حصہ تو ٹھیک ہے لیکن دوسرا حصہ ٹھیک نہیں اور اس کے بارے میں کسی مسلمان کو بات کرنا زیب نہیں دیتا لہذا تمہیں اسی قدر کافی ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافی تھا، علم کے سمندر ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی اس طرح کا سوال نہیں کیا تھا، نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالی نے خود اپنے بارے میں فرمایا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوری ۴۲/۱۱)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

نیز فرمایا: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(الحدید ۵۷/۳)

''وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات کے لحاظ سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔''

اس بھائی نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس شبہ کا میں جواب دوں، لہذا اس کا میری طرف سے جواب حسب ذیل ہے:

خوب اچھی طرح جان لیجئے۔۔۔ اللہ تعالی مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دین میں سمجھ بوجھ اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔۔۔ کہ شیاطین انس وجن مسلمانوں کو بہت سے شبہات میں مبتلا کرتے رہے اور کرتے رہیں گے، ان کا مقصود یہ ہے کہ حق میں تشکیک پیدا کر کے مسلمانوں کو ایمان کے نور سے نکال کر کفر کی ظلمتوں کی طرف لے آئیں، لیکن کافر باطل عقیدہ پر جمے رہیں، یہ بات اس اللہ کے علم وقدرت میں تھی کہ ایسا بھی ہوگا کہ جس نے اس دنیا کو آزمائش وامتحان کا گھر اور حق وباطل کی کشمکش کا مقام بنایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہدایت کا طالب کون ہے اور کون نہیں ہے، سچا کون ہے اور جھوٹا کون، مومن کون ہے اور منافق کون، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

الم ١ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت ۲۹/۶۵)

''الم O کیا یہ لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزئیں گے) سو اللہ ان کو ضرور ظاہر کرے گا جو (انے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔''

اور فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ

(محمد ۴۷/۳۱)

''اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیں گے تاکہ جو تم میں سے جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں، ان کو معلوم (ظاہر) کریں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔''

نیز فرمایا:

وَاِنَّ الشَّیَاطِینَ لَیُوحُونَ اِلَیٰ اَوْلِیَا ئِہِمْ لِیُجَادِلُوکُمْ   وَاِنْ اَطَعْتُمُوہُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُونَ   (الانعام ۶/۱۲۱)

''اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہوجاو گے۔''

اور فرمایا:

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِینَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوحِی بَعْضُہُمْ اِلَیٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا   وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوہُ   فَذَرْہُمْ وَمَا یَفْتَرُونَ   ۱۱۲   وَلِتَصْغَیٰ اِلَیْہِ اَفْئِدَۃُ الَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَۃِ وَلِیَرْضَوْہُ وَلِیَقْتَرِفُوا مَا ہُمْ مُقْتَرِفُونَ (الانعام ۶/۱۱۲-۱۱۳)

اور اس طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا، وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے، تو ان کو اور جو کچھ'' ''یہ افتراء کرتے ہیں، اسے چھوڑ دو اور (وہ ایسے کام) اس لئے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ان کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے، وہی کرنے لگیں۔

پہلی، دوسری اور تیسری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ واضح فرمایا ہے کہ وہ ہر مدعی ایمان کی آزمائش کرتا رہتا ہے تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ وہ اپن دعوی ایمان میں سچا ہے یا نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اس نے ہم سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تاکہ وہ سچے اور جھوٹے کو جان لے، یہ آزمائش مال، فقر، مرض، صحت اور دشمن کی صورت میں بھی ہوسکتی ہے اور ان مختلف شبہات کی صورت میں بھی شیاطین جن وانس پیدا کرتے ہیں، اس قسم کی آزمائش کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ دعوی ایمان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون اور اللہ تعالی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ یہ ظاہر اور بیرونی طور پر موجود ہے یا نہیں، حالانکہ اپنے علم سابق کے اعتبار سے اللہ تعالی کو یہ بات پہلے سے بھی معلوم ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالی کے علم میں ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے:

لِتَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ عَلَیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا   (الطلاق ۶۵/۱۲)

''تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کی تقدیروں کا اندازہ آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے مقرر فرمادیا تھا اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا

صحیح مسلم) لیکن اللہ عزوجل اپنے علم سابق کی بنیاد پر اپنے بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا بلکہ وہ بندوں کے اعمال کو معلوم کرنے کے بعد ان کا مواخذہ کرتا یا انہیں اجر وثواب سے نوازتا ہے حالانکہ بندوں کے اعمال کا اسے پہلے سے علم) ہے لیکن وہ بندوں سے جزاو سزا کا معاملہ ان کے اعمال کے خارج میں ظہور پذیر ہونے کے بعد کرتا ہے۔ چوتھی، پانچویں اور چھٹی آیت میں اللہ تعالی نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ شیاطین اپنے رفیقوں کے دلوں میں انواع واقسام کے شبہات اور ملمع سازی کی ایسی باتیں ڈالتے ہیں جن سے وہ اہل حق کو دھوکا دے سکیں تاکہ ان لوگوں کے دل ان کی باتوں کی طرف متوجہ ہوں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے اور وہ ان باتوں سے خوش ہوں، اپنی معرکہ آرائیوں کو جاری رکھ سکیں اور حق کو باطل کے ساتھ ملادیں، حق کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کردیں، انہیں ہدایت سے روک دیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالی ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی اپنی رحمت سے اپنے کچھ ایسے بندوں کو بھی توفیق دیتا ہے جو ان شیطانوں اور ان کے رفیقوں کے پھیلائے ہوئے شبہات کو طشت ازبام کردیتے ہیں اور براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ کے ساتھ ان کے باطل نظریات کا پردہ چاک کردیتے ہیں تاکہ وہ حجت تمام کردیں، عذر ختم کردیں اور پھر اللہ تعالی نے جو کتاب نازل فرمائی ہے، یہ بھی تو ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کررہی ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ وَہُدًی وَرَحْمَۃً وَبُشْرَیٰ لِلْمُسْلِمِینَ   (النحل ۱۶/۸۹)

''اور ہم نے آپ پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمان کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔''

اور فرمایا: وَلَا یَاْتُونَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنَاکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیرًا   (الفرقان ۲۵/۳۳)

''اور یہ لوگ آپ کے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم آپ پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں۔''

بعض سلف نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر اس دلیل کو شامل ہے جو اہل باطل قیامت تک پیش کریں گے۔ احادیث صیحہ سے یہ ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''یارسول اللہ! ہمارے دل میں کبھی ایسی باتیں آتی ہیں، جنھیں زبان پر لانا ہم بہت مشکل سمجھتے ہیں؟'' فرمایا ''کیا یہ صورت تم میں پیدا ہوگئی ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''جی ہاں'' ''یہ تو صریح ایمان ہے۔'' بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں شیطان کبھی ایسے شکوک ووسوسے پیدا کرتا ہے کہ ان کی خرابی اور قباحت کی وجہ سے انہیں زبان پر لانا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے حتی کہ انہیں زبان پر لانے سے یہ کہیں آسان معلوم ہوتا ہے کہ انسان آسمان سے گر پڑے، لہذا مرد مومن کا ان وسوسوں کو منکر سمجھنا، ان کو بہت برا سمجھنا اور ان کے خلاف جنگ کرنا صریح ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالی کی ذات گرامی اور اس کے کمال اسماء وصفات پر سچے ایمان اور اس بات پر ایمان کہ اس کا کوئی مثیل ونظیر نہیں اور وہ خلاق، علیم، حکیم اور خبیر ہے، کا بھی یہ تقاضا ہے کہ مرد مومن ان شکوک وشبہات کا انکار کردے، ان کے خلاف جنگ کرے اور ان کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھے۔ بلاشک وشبہ آپ کے دوست نے جو ذکر کیا یہ اسی قسم کے وسوسوں میں سے ہے، آپ نے اس کا اچھا جواب دیا ہے اور صیح طریقہ سے اس کی تردید کی ہے۔ اللہ تعالی آپ کو مزید علم وتوفیق سے نوازے۔

اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں، اس مسئلہ کے بارے میں وارد بعض احادیث اور اہل علم کے کلام کے بعض حوالہ جات ان شاء اللہ تعالی اب میں ذکر کروں گا تاکہ آپ کے لئے اور شبہ میں مبتلا آپ کے دوست کے لئے صورت حال واضح ہوجائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ اس قسم کے شبہات کے پیدا ہونے کے وقت ایک مومن کے لئے کیا واجب ہے، اللہ تعالی کی توفیق وعنایت سے اس موضوع سے متعلق کچھ دیگر ضروری باتیں بھی ذکر کی جائیں گی۔

وہو سبحانہ ولسی التوفیق والہادي الی سوآء السبیل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الجامع الصحیح ''مع فتح الباری ص ۳۳۶ ج ۶ طبع مطبعہ سلفیہ) کے ''باب صفۃ ابلیس وجنودہ ''میں فرماتے ہیں (یحیی بن بکیر ، لیث ، عقیل ، ابن شہاب ، عروہ بن زبیر کی سند کے ساتھ) کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا ، اس کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ؟ جب کوئی آدمی یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالی کی پناہ چاہے (استغفار پڑھے) اور رک جائے ''پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری (مع فتح البخاری ص ۲۶۴ جلد ۱۳) کتاب الاعتصام میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کا خالق کون ہے ؟ ''امام مسلم نے صحیح مسلم (مع شرح النووی ص ۱۰۴ ج ۲) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے جو قبل ازیں ہم صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کر آئے ہیں نیز انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے ۔ جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تو وہ یہ کہے کہ

((امنت باللہ ورسلہ)) میں اللہ تعالی اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں ۔ ''

اس کے بعد امام مسلم نے اس حدیث کو کچھ دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی روایت کیا ہے اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے ، ''آپ کی امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے ، یہ کیا ہے حتی کہ وہ بھی کہنے لگیں گے کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ ''امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے نفسوں میں کچھ ایسی باتیں پاتے ہیں کہ جنہیں زبان پر لانا بہت بڑا کام محسوس ہوتا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا ''کیا تم نے یہ صورت حال پالی ہے ؟ ''صحابہ کرامؓ نے جواب دیا ''جی ہاں ''تو آپ ﷺ نے فرمایا '' یہ تو صریح ایمان ہے ۔ ''پھر امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے وسوسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ '' یہ تو محض (خالص) ایمان ہے ۔ ''امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مسلم ''میں ان احادیث کے ذیل میں فرمایا ہے کہ جہاں تک ان احادیث کے معانی اور فقہ کا تعلق ہے تو ان میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ '' یہ تو صریح ایمان ہے 'یہ محض ایمان ہے ۔ ''تو ان کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا ان باتوں کے زبان پر لانے کو بہت بڑا سمجھنا صریح ایمان ہے کہ اسے بڑا سمجھنا اور عقیدہ رکھنا تو بڑی دور کی بات ہے ، شدت خوف کی وجہ سے اسے زبان پر لانے کو بھی بہت گراں سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان یقینا مکمل اور تمام شکوک وشبہات سے پاک ہے ، دوسری روایت میں اگرچہ اس بات کو بڑا سمجھنے کا ذکر نہیں ہے لیکن اس سے بھی مراد یہی ہے ، یہ گویا پہلی روایت ہی کا اختصار ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ

امام مسلم نے پہلی روایت کو پہلے ذکر فرمایا ہے ۔ اس حدیث کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ شیطان جب انسان کو گمراہ کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اس کے دل میں وسوسے ڈال کر اسے پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے ، جب کہ وہ کافر کے پاس جیسے چاہتا ہے آتا جاتا ہے اور اس کل سلسلہ میں صرف وسوسہ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ تو وہ جس طرح چاہتا ہے ، کھیلتا ہے تو اس اعتبار سے حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ وسوسہ کا سبب محض ایمان ہے یا یہ کہ وسوسہ ایمان کے خالص ہونے کی علامت ہے ، چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا محسوس کرے تو وہ یہ کہے کہ

امنت باللہ ''اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالی کی پناہ چاہے اور اس وسوسہ سے رک جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس باطل خیال کو جھٹک دے اور اس کے ازالہ کے لئے اللہ کی طرف توجہ کرے ۔ امام زری رحمۃ اللہ '' علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے حکم یہ دیا ہے کہ وسوسوں کو نظر واستدلال کے طریق سے باطل قرار دینے کی بجائے ان سے اعراض کر کے اور انہیں جھٹک کر دور کرنا چاہئے تو اس سلسلہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو مستقل نہیں ہیں اور نہ وہ شبہات کی پیداوار ہیں تو اس قسم کے وسوسوں کو اعراض اور روگردانی کے ذریعہ ختم کیا جاسکتا ہے ، چنانچہ پہلی حدیث کو اسی معنی پر محمول کیا جائے گا اور اس طرح کی کیفیت کو وسوسہ کا نام دیا جائے گا ، گویا جب کسی اصل کے بغیر کوئی امر طاری ہو تو اسے دلیل پر غور وفکر کئے بغیر رد کر دیا جائے گا کہ اس کا کوئی اصل ہے ہی نہیں کہ اس کا جائزہ لیا جائے لیکن اس کے برعکس جو وسوسے شبہات کی پیداوار ہیں ، انہیں باطل قرار دینے کے لئے نظر واستدلال ہی کا طریقہ اختیار کیا جائے گا ۔ واللہ اعلم ۔

نبی کریم ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالی کی پناہ چاہے اور اس سے رک جائے ۔ ''تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ وسوسہ پیدا ہو تو آدمی کو چاہئے کہ اس کے شر کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور اس کے بارے میں غور وفکر سے باز رہے اور جان لے کہ یہ خیال باطل شیطانی وسوسہ ہے اور شیطان کی یہ کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ کر کے فتنہ وفساد میں مبتلا کر دے لہذا وسوسہ کی طرف مائل ہونے سے فوراً اعراض کرنا چاہئے اور اسے ختم کرنے کے لئے اسے ذہن سے جھٹک کر آدمی کو چاہئے کہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائے ۔

(شرح صحیح مسلم از امام نووی ، ص : ۱۵۶)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری ''میں اس جواب کے شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ '' تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا ، جب یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور رک جائے ۔ ''یعنی اس وسوسہ کو مزید جاری رکھنے سے رک جائے ، اس کے ازالہ اور خاتمہ کے لئے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور جان لے کہ اس وسوسہ کے ذریعے شیطان اس کے دین وعقل کو خراب کرنا چاہتا ہے لہذا کسی دوسری بات میں مشغولیت اختیار کر کے اسے ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے اور انسان اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہوئے اس وسوسہ کو مزید وسعت دینے سے رک جائے ، تو وسوسہ ختم ہو جاتا ہے ۔ انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہو تو اسے حجت وبرہان کے ساتھ خاموش کیا جاسکتا ہے کیوں کے انسان کے ساتھ کلام سوال وجواب کی صورت میں ہوتا ہے اور یہ کلام محدود ہوتا ہے ۔ اگر انسان صحیح اسلوب اختیار کرے اور صحیح دلیل پیش کرے تو مد مقابل جو انسان ہو وہ خاموش ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس شیطان کے وسوسہ کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ انسان جب ایک دلیل دیتا ہے تو شیطان اس کے مقابلہ میں دوسری دلیل پیش کرتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے حتی کہ انسان حیران وپریشان ہو جاتا ہے ۔ ((نعوذ باللہ ذلک))

خطابی فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کہنا کہ ''تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ۔ '' یہ ایک بے معنی کلام ہے جس کا آخری حصہ پہلے کے مخالف ہے کیونکہ جو خالق ہو اس کے لئے یہ محال ہے کہ وہ مخلوق ہو ۔ اس سوال کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس سے تسلسل لازم آتا ہے اور وہ محال ہے اور عقل نے یہ ثابت کیا ہے کہ محدثات کسی محدث کی محتاج ہیں اور اگر محدث بھی کسی اور محدث کا محتاج ہو تو وہ محدث نہ رہا بلکہ وہ بھی محدثات میں سے ہو گیا ۔ علامہ خطابی نے یہاں جو شیطانی وسوسہ اور انسانی کلام میں فرق کیا ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ صحیح مسلم میں جو حدیث ہشام بن عروۃ عن ابیہ کی سند سے ہے ، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تو وہ یہ کہے کہ

امنت باللہ   ''میں اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہوں'' تو اس حدیث میں اس بات میں غور و غوض کو جاری رکھنے سے منع فرمادیا ہے اور اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کیا کہ سائل بشر ہے یا کوئی اور۔

صیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے بارے میں مجھ سے دو آدمیوں نے پوچھا لیکن جب سوال ہی بے معنی تھا تو وہ جواب کا مستحق نہ تھا یا اس قسم کے وسوسہ سے رک جانا اسی طرح ہے جس طرح صفات وذات باری کے بارے میں غور و غوض سے روک دیا گیا ہے۔ علامہ مازری بیان کرتے ہیں کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) جو مستقل نوعیت کے نہیں ہوتے اور نہ وہ شبہ کی پیداوار، انہیں اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ ان سے روگردانی کرلی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے، اس قسم کے خیا کو وسوسہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (۲) وہ خیالات جو مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں اور شبہات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں، ان کا ازالہ نظر واستدلال سے کیا جاتا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم یہ ہے کہ وسوسہ کے وقت اللہ تعالی کی پناہ طلب کی جائے اور کسی دوسرے کام میں مشغولیت اختیار کرلی جائے لیکن اس کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور دلیل دی جائے کیونکہ اس بات کا علم کہ اللہ عزوجل اپنے موجد سے بے نیاز ہے، ایک ضروری امر ہے جس میں کسی قسم کے مناظرہ کو کوئی گنجائش نہیں اور پھر اس مسئلہ میں زیادہ سوچ بچار کرنے سے انسان کی حیرت میں اضافہ ہوگا اور جس کا یہ حال ہو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور اسی کی ذات گرامی کے ساتھ وابستگی اختیار کرے۔ اس حدیث میں ایسے امور کے بارے میں کثرت سوال کی مذمت کا اشارہ بھی ہے، جن سے آدمی کو کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ ان سے بے نیاز ہو، اس حدیث میں نبوت کی صداقت کی یہ دلیل بھی ہے کہ جن باتوں کے وقوع پذیر ہونے کی آپ نے پش گوئی فرمائی، وہ واقع ہو کر رہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''موافقۃ صحیح المنقول لصریح المعقول'' میں فرماتے ہیں کہ لفظ تسلسل سے مراد تسلسل فی الموثرات ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ کہ حادث کو کوئی فاعل اور فاعل کا پھر کوئی فاعل ہو۔۔۔ اور یہ بات صریح عقل اور اتفاق عقلاء کی روشنی میں باطل قرار پائی ہے اور یہی وہ تسلسل ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگی جائے۔ اس سے آپؐ نے رک جانے کا حکم بھی دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس موقع پر یہ کہا جائے کہ

امنت باللہ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا حتی کہ وہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا ''آدمی جب یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور رک جائے۔'' اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ بات بھی پوچھیں گے کہ اللہ تعالی نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا ہے لیکن اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی مسجد ہی میں تھا کہ میرے پاس کچھ بدوی لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ ابوہریرہ! یہ مخلوق تو اللہ تعالی نے پیدا فرمائی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا فرمایا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر ان پر دے ماریں اور کہا کہ کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا'' صیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا '' اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے، ''آپ کی امت کے لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے؟ حتی کہ وہ کہیں گے کہ اس مخلوق کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا؟ ''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مقصود پورا ہوگیا۔ شاید اب سائل اور اس کے دوست کے سامنے بات واضح ہوگئی ہو جس نے یہ شبہ پش کیا تھا۔ ہم نے آیات، احادیث اور اہل علم کے جن اقوال کو ذکر کیا ہے ان سے اس شبہ کا نہ صرف یہ کہ ازالہ ہوجاتا ہے بلکہ یہ اس شبہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اسے بالکل باطل کردیتے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا نہ کوئی شبیہ ہے، نہ ہمسر اور نہ شریک۔ وہ اپنی ذات، اسماء، صفات اور افعال میں کامل ہے، وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مقدس میں اپنے رسول امین ﷺ کی زبانی ہمیں وہ سب کچھ بتادیا ہے جس کا اللہ سبحانہ وتعالی کے حوالے سے اعتقاد رکھنا واجب ہے اور ہمیں وہ سب کچھ بھی بتادیا ہے جس سے ہمیں اللہ تعالی کی ذات گرامی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یہ معرفت اس کے اسماء وصفات اور اس کی پیداکردہ اور صاف نظر آنے والی نشانیوں سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کی پیدا کردہ انہی نشانیوں میں سے خود انسان کا اپنا وجود بھی ہے کہ یہ بلاشبہ ایک ایسی نشانی ہے جو اللہ تعالی کی قدرت و عظمت اور اس کے کمال علم وحکمت پر دلالت کناں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَآیَاتٍ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ   (آل عمران ۳/۱۹۰)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔''

نیز فرمایا:

وَفِی الْأَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُوقِنِینَ ۲۰ وَفِی أَنفُسِکُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ   (الذاریات ۲۰/۵۱-۲۱)

''اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟۔''

باقی رہی اللہ تعالی کی ذات گرامی کی حقیقت وکیفیت اور اس کی صفات کی کیفیت، تو اس کا تعلق اس علم غیب سے ہے جس پر اللہ تعالی نے ہمیں مطلع نہیں فرمایا، اس پر ایمان لانا، اسے تسلیم کرنا اور اس میں غور و غوض کرنا واجب ہے جیسا کہ ہمارے سلف صالح، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں غور و غوض نہیں کیا، نہ اس کے بارے میں سوال کیا بلکہ ان کا اللہ تعالی کی ذات گرامی پر اور اس پر جو اس نے اپنی کتاب میں اپنے بارے میں فرمایا یا جسے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبانی بیان فرمایا، ایمان تھا اور اس پر انہوں نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کیا، ان کا ایمان تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سمیع وبصیر ہے۔

جو شخص بھی اس طرح کا کوئی وسوسہ محسوس کرے یا اس کے سامنے اس طرح کو کوئی وسوسہ پش کیا جائے تو اسے چاہیئے کہ اسے زبان پر لانے کو بہت بڑا سمجھے اور دل کی

اتھاہ گہرائیوں سے اس قسم کے وسوسوں کو مسترد کردے اور یہ کہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں، نیز شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ چاہے، وسوسوں کو جھٹک دے اور ان سے فورا اعراض کرلے جیسا کہ سابقہ ذکر کی گئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ ان وسوسوں کو بڑا سمجھنا اور انہیں رد کردینا صریح ایمان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ اس باب میں سوال کرنے والوں کے ساتھ گفتگو کو طول بھی نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اس موضوع میں طول کلام، انسان کو بہت زیادہ شر اور نہ ختم ہونے والے شکوک وشبہات تک پہنچادے گا۔ شکوک وشبہات اور وسوسوں کے خاتمہ اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی جائے، آپ ﷺ کے ارشادات کو مضبوطی سے تھام کر انہی کے ساتھ وابستگی اختیار کی جائے اور ان

مسائل میں غور و غوض نہ کیا جائے اور یہ طرز عمل اللہ تعالی کے اس ارشاد گرامی سے بھی ہم آہنگ ہے کہ:

وَاِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (فصلت ۴۱/۳۶)

''اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالی کی پناہ مانگنا، اس کی طرف رجوع کرنا اور ان باتوں غور وخوض نہ کرنا جنہیں وسوسہ پیدا کرنے والوں، باطل کلام پش کرنے والے فلسفیوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور علم غیب کے باب میں کسی حجت وبرہان کے بغیر مشہور کر رکھا ہے۔ یہ اہل حق وایمان کا طریقہ ہے اور یہی سلامتی، نجات اور شیاطین جن وانس کے مکر وفریب سے محفوظ رہنے کا طعیقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو شیطان کی وسیسہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے جب بعض لوگوں نے وسوسہ کے باری میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دینے کی بجائے انہیں کنکریاں ماریں اور کہا کہ میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا۔

اس سلسلہ میں مومن کے لئے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرے اور خوب تدبر سے کام لے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کی صفات، اس کی عظمت اور اس کے وجود کے بارے میں ایسے دلائل ہیں جو دلوں کو ایمان، محبت اور تعظیم سے بھر دیتے ہیں اور جن سے یہ پختہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہر چیز کا رب اور مالک ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق وعالم ہے، اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ رب۔ اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی بکثرت کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید علم نافع، بصیرت وفراست اور حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہدایت کے بعد کج روی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ اس سے سوال کریں، دعا مانگنے کی اس نے ترغیب دی اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازنے کا اس نے وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (غافر ۴۰/۶۰)

''اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر اعراض کیا کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں، آپ کو، آپ کے دوست کو اور تمام مسلمانوں دین کی فقاہت (سمجھ) اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ ہم سب کو گمراہ کن فتنوں اور شیاطین جن وانس کی وسیسہ کاریوں اور وسوسوں سے محفوظ رکھے، وہی قادر وکارساز ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد' وعلی آلہ وصحبہ

فتاوی مکیہ